وہ امور جن سے ظنی علم حاصل ہوتا ہے

(۱): اجتہاد (2): قیاس (3): خبر واحد
(۴): فراست (5): حواس باطنہ (6): الہام
(7): جدل (مسلمات) (8): خطابت (مشہورات) (۹): شعر (مخیلات و مخیلات)
(۱۰): مغالطہ (شبہات و وہمیات)۔ (۱۱): استقراء
(12): دلیل کے منتفی ہونے سے مدلول کا منتفی ہونا۔ (13): قیاس التمثیل
(۱۴): قیاس الفراسہ (15): غائب کو شاہد کے ساتھ لاحق کرنا۔
(16): اس دلیل سے استدلال کرنا کہ جو مدلول کی معرفت پر موقوف ہو۔

شبہ کی دو اقسام

(۱): شبہ فی الفعل: یہ ہے کہ جو دلیل نہ ہو اسکو دلیل گمان کرلیا جائے۔
(2): شبہ فی المحل: یہ ہے کہ دلیل اپنی اصل کے اعتبار سے دلیل ہونے کی صلاحیت رکھے لیکن کسی مانع کے سبب اس دلیل سے حکم ثابت نہ ہوسکے۔ (یہ دونوں شبہات حکم میں اثر انداز ہوتے ہیں۔)

جو چیز مجازاً منسوب ہوتی ہے اسکا سلب باعتبار حقیقت درست ہوتا ہے جیسے زید کو مجازاً اسد و شیر کہنا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب بھی اسد و شیر کا زید سے درست ہے اس طور پر کہ کہیں زید اسد و شیر نہیں ہے۔

فوق کی دو اقسام

(1): فوق حقیقی: جس کے اوپر کوئی فوق نہ ہو۔
(2): فوق اضافی: ایک اعتبار سے جسکے اوپر فوق ہو اور ایک اعتبار سے جسکے نیچے تحت ہو۔

تحت کی دو اقسام

(1): تحت حقیقی: جسکے نیچے کوئی تحت نہ ہو۔
(2): تحت اضافی: جسکے نیچے تحت ہو۔

دلیل میں غور وفکر کے ذریعے بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دی جاتی ہے تو جس قول کی دلیل اقوی ہوتی ہے وہ دوسرے قول پر راجح ہوتا ہے اور جس قول کی اسناد دلیل پر ہو وہ اس قول پر مقدم ہوگا جو دلیل کی سند سے خالی ہو۔

جب قیاس اور استحسان جمع ہوں تو استحسان کو راجح قرار دیا جائے گا اور بعض صورتوں میں قیاس کو راجح قرار دیا جائے گا۔

چند اقوال میں سے کسی ایک قول سے استدلال کرنا اس مسئلے کی ترجیح مانی جائے
گی جس سے استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ متعدد اقوال میں سے کسی قول کی تردید کرنا
اور اس قول کی دلیل کا جواب دینا اسکے بالمقابل قول کی ترجیح مانی جائے گی۔ لہذا چند
اقوال کے مابین جو قول استدلال کے ساتھ مختص ہے یا اسکے مقابل قول کی تردید کی گئی اور
کی دلیل کا جواب دیا گیا تو ایسا قول دوسرے پر راجح ہوگا جب تک اسکے ضعف یا اسکے
دلیل کے رجحان کا کوئی دوسرا سبب نہ پایا جائے۔ اسی طرح اقوال میں سے کسی قول کی علت
بیان کرنا بھی ترجیح میں شمار ہوگی اس لیے کہ یہ اس قول کے ساتھ خود دلیل کا اہتمام اور اس پر
اصرار کرنا ہے۔ اسی طرح کسی کی دلیل کو راجح قرار دینا اور اسکے مقابل کی دلیل کا جواب دینا اسکے

کے قول پر عمل کرنے کی علامت و نشانی ہے اگرچہ اسکے قول کی صراحت نہ ہو کیونکہ یہ ترجیح اس قول کے لیے تصحیح صریح کی مانند ہے۔

بعض اوقات تصحیحات و ترجیحات میں تعارض ہوتا ہے یہاں یہ ایک مسئلے میں ایک سے زائد قول پائے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کی تصحیح ایک ہی طریقے سے ہوئی ہو اور تصحیح کرنے والا ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں اور مرتبے میں ایک درجے کے ہوں تو اب اختیار ہے کہ ان دونوں قولوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر لیا جائے ورنہ اگر تصحیح کرنے والا ایک شخص ہے اور قول کی تاریخ کا علم ہو چکا ہو تو آخر والی تصحیح کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی۔

جس قول کی تصحیح اقوی لفظ سے ہو وہ غیر پر راجح ہوگا پس جب دو قولوں میں سے ایک کی تصحیح لفظ صحیح سے ہو اور دوسرے کی لفظ اصح سے ہو تو مشہور یہ ہے کہ ثانی کو اول پر ترجیح دی جائے گی یعنی لفظ اقوی سے تصحیح غیر پر مقدم ہوگی

صریح تصحیح التزامی تصحیح پر مقدم ہوتی ہے۔ یعنی جب دو تصحیحوں میں سے ایک صریح ہو اور دوسری التزامی ہو تو صریح تصحیح پر عمل کیا جائے گا۔

* جب دو تصحیح شدہ قولوں میں تعارض ہو تو دونوں ساقط ہو جاتے ہیں۔

جب دو قول ہوں اور ان میں سے ایک میں وہ مصلحت ہو جو دوسرے قول میں نہیں پائی جاتی تو مصلحت والا قول اختیار و عمل کے لیے اولیٰ قرار پائے گا۔ کیونکہ عموماً مصلحت والے قول کو اختیار کیا جاتا ہے۔

کون و فساد

کون کا معنی ہے: حدوث صورۃ اور فساد کا معنی ہے: زوال صورۃ یعنی جب کوئی چیز ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف منتقل ہو تو اس چیز سے پہلی صورۃ کا زائل ہونا فساد ہے اور اس چیز کے لیے دوسری صورۃ کا حاصل ہونا کون ہے۔ صورت اول کو صورۃ فاسدہ اور صورت دوم کو صورۃ حادثہ اور صورت کائنہ کہا جاتا ہے۔

قول کی دو اقسام

(1) قول صوری: وہ قول ہے جو کسی نے صراحتاً کہا اور اس سے نقل ہوا۔

(2) قول ضروری: وہ قول ہے جو کسی قائل نے صراحتاً اور ظاہر طور پر نہیں کہا مگر وہ کسی ایسے عموم کے ضمن میں اسکا قول ہو جس سے ضروری و لازمی طور پر یہ حکم برآمد ہوتا ہے کہ اگر وہ اس مخصوص میں کلام کرتا تو اسکا کلام ایسے ہی ہوتا۔

حکم ضروری کب راجح ہوتا ہے: کبھی حکم ضروری حکم صوری کے خلاف ہوتا ہے ایسی صورت میں حکم صوری کے خلاف حکم ضروری راجح ہوتا ہے حتیٰ کہ حکم صوری کو چھوڑ کر حکم ضروری کو لینا قائل کی مخالفت شمار ہوتا ہے اور حکم صوری کو چھوڑ کر حکم ضروری کی طرف رجوع قائل کی موافقت ہوتی ہے۔ مثلاً زید صالح اور نیک شخص تھا تو عمر نے اپنے خادموں کو صراحتاً اور علانیہ اسکی تعظیم کا حکم دیا اور بار بار دیا اور اس سے پہلے وہ ان کو فاسق کی تعظیم سے منع کر چکا تھا اب اگر زید فاسق ہو جائے تو اس صورت میں اگر عمر کے خادم اسکے مکرر شدہ صریح حکم کے مطابق اسکی تعظیم کریں تو عمر کے نافرمان شمار ہوں گے اور اگر اسکی تعظیم ترک کر دیں اور حکم صوری کی بجائے حکم ضروری پر عمل کریں تو فرمان بردار ہوں گے۔

حکم ضروری کے اسباب: ضرورت، حرج، تعامل، کوئی اہم مصلحت جس کی تحصیل مطلوب ہو، کوئی بڑا فساد جس کا ازالہ مطلوب ہو۔

قیاس منطقی

قیاس کی تعریف: قیاس اس قول کو کہتے ہیں جو چند ایسے قضایا سے مرکب ہو کہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد ایک اور قضیہ ماننا لازم آئے۔ مثلاً ہر سنی مومن ہے اور ہر مومن نجات پانے والا ہے ان دونوں کو تسلیم کرنے کے بعد ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ہر سنی نجات پانے والا ہے۔

قیاس کی اقسام

قیاس کی تقسیم دو اعتبار سے کی جاتی ہے (۱) صورت کے اعتبار سے (۲) مادہ کے اعتبار سے۔

قیاس کی دو اقسام باعتبار صورت

(۱): قیاس اقترانی: وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بعینہ مذکور نہ ہو۔ مثلاً عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے۔ یہ قیاس اقترانی ہے جس کا نتیجہ عالم حادث ہے بعینہ مذکور نہیں بلکہ اجزاء کی صورت میں قیاس کے دونوں مقدمات میں مذکور ہے۔

قیاس اقترانی کی دو اقسام

قیاس اقترانی حملی: وہ قیاس اقترانی ہے جو صرف قضایا حملیہ سے مرکب ہو۔ مثلاً عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے۔

قیاس اقترانی شرطی: وہ قیاس جو صرف قضایا شرطیہ یا قضایا حملیہ و شرطیہ دونوں سے مرکب ہو۔ صرف شرطیہ سے مرکب کی مثال: جب سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا اور جب دن موجود ہوگا تو زمین روشن ہوگی۔ اس کا نتیجہ آئے گا کہ جب سورج طلوع ہوگا تو زمین روشن ہوگی۔

حملیہ و شرطیہ دونوں سے مرکب کی مثال: جب زید انسان ہوگا تو حیوان ہوگا اور ہر حیوان جسم ہے اسکا نتیجہ آئے گا کہ جب زید انسان ہوگا تو جسم ہوگا۔

(2) قیاس کی دوسری قسم: قیاس استثنائی: وہ قیاس جس میں نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بعینہ مذکور ہو۔ نیز اس میں حرف استثناء بھی مذکور رہو۔
اس قیاس میں پہلا قضیہ شرطیہ اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا لیکن سورج طلوع ہے تو دن موجود ہے۔ اس مثال میں نتیجہ ہے "دن موجود ہے" بعینہ قیاس کے مقدمات میں موجود ہے لہذا یہ قیاس استثنائی ہے۔

قیاس استثنائی کی دو اقسام

(1): قیاس استثنائی اتصالی: وہ قیاس استثنائی جس کا پہلا مقدمہ شرطیہ متصلہ ہو۔ مثلاً جب سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا لیکن سورج طلوع ہے نتیجہ دن موجود ہے۔

(2): قیاس استثنائی انفصالی: وہ قیاس استثنائی جس کا پہلا مقدمہ شرطیہ منفصلہ ہو۔ جیسے یہ میز یا تو لکڑی ہے یا دیوار ہے لیکن یہ لکڑی ہے نتیجہ یہ میز دیوار نہیں ہے۔

قیاس منطقی کی پانچ اقسام
باعتبار مادہ

(1): قیاس برہانی: وہ قیاس جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو یعنی جو یقین کا فائدہ دیتے ہوں۔ جیسے عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے پس عالم حادث ہے۔

(2): قیاس جدلی: وہ قیاس جو مقدمات مشہورہ یا مسلمہ سے مرکب ہو یعنی جو مشہور ہوں یا کسی ایک فریق کے نزدیک مسلم ہوں۔ جیسے کسی کو بے گناہ قتل کرنا ظلم ہے اور ہر ظلم واجب الترک ہے لہذا بے گناہ کو قتل کرنا واجب الترک ہے۔

(3): قیاس خطابی: وہ قیاس جو مقدمات مقبولہ یا مظنونہ سے مرکب ہو یعنی جن کے صحیح ہونے کا غالب گمان ہو جیسے تجارت نفع بخش ہے اور ہر نفع بخش چیز کو اختیار کرنا چاہیے لہذا تجارت کو اختیار کرنا چاہیے۔

(4): قیاس شعری: وہ قیاس جو قضایا مخیلہ سے مرکب ہو یعنی جو محض خیالی ہوں خواہ واقعتاً سچے ہوں یا جھوٹے۔ جیسے فلاں چاند ہے اور ہر چاند عالم کو روشن کرتا ہے لہذا فلاں عالم کو روشن کرتا ہے۔

(5): قیاس سفسطی: وہ قیاس جو مقدمات وہمیہ کاذبہ سے مرکب ہو یعنی جو محض وہمی اور جھوٹے ہوں لیکن سچے قضایا کے مشابہ ہوں۔ جیسے عقل موجود ہے اور ہر موجود مشار الیہ ہے لہذا عقل مشار الیہ ہے۔ اسی طرح (غیر جاندار) کی تصویر دیکھ کر مثلاً درخت کی تصویر دیکھ کر کہنا یہ درخت ہے اور ہر درخت جسم نامی ہے لہذا یہ نامی ہے۔

قیاس برہانی کی دو اقسام

(۱): دلیل لمی: علت سے معلول کو سمجھنا دلیل لمی ہے۔ جیسے آگ سے دھواں کو سمجھنا۔

(۲): دلیل انی: معلول سے علت کو سمجھنا دلیل انی ہے۔ جیسے دھواں سے آگ کو سمجھنا۔

قیاس کے قضایا کی اقسام

وہ قضایا جن سے مل کر قیاس بنتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں: یقینیہ اور غیر یقینیہ۔

قضایا یقینیہ کی دو اقسام

(۱): بدیہیات: اسکی چھ قسمیں ہیں:

قضایا بدیہیہ کی 6 اقسام

(۱): اولیات: وہ قضایا بدیہیہ جن میں یقین محض تصور طرفین اور تصور نسبت سے حاصل ہو اور کسی واسطے یا دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے کل جز سے بڑا ہے۔

(۲): مشاہدات: وہ قضایا بدیہیہ جن کے متیقن ہونے کے لیے حس ظاہر یا باطن واسطہ بھی ضروری ہو۔ جیسے سورج طلوع ہے یہ حس ظاہری کی مثال ہے۔ میں بھوکا ہوں یہ حس باطن کی مثال ہے۔

جن قضایا میں حس ظاہری کی ضرورت ہو ان قضایا کو حسیات اور جن میں حس باطن کی ضرورت ہو ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔

(۵): متواترات: وہ قضایا بدیہیہ جن کا یقین ایسے افراد کے خبر دینے سے حاصل ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس مدینہ منورہ میں ہے۔

(۶): تجربیات: وہ قضایا بدیہیہ جن پر یقین بار بار تجربہ کی بناء پر حاصل ہو۔

(۷): حدسیات: وہ قضایا بدیہیہ جن پر یقین کیلئے حدس ہی درکار ہو۔ حدس کا مطلب ہے مبادی مرتبہ کا ذہن پر دفعۃً منکشف ہونا۔ جیسے آوازوں کا ادراک سماعت کے ذریعے۔ رنگوں اور شکلوں کا ادراک بصارت کے ذریعے۔

(۸): فطریات: وہ قضایا بدیہیہ کہ جب وہ ذہن میں آئیں تو ساتھ ہی دلیل بھی ذہن میں آجائے۔ جیسے چار زوج ہے۔ اس قضیہ کے ذہن میں آتے ہی فوراً دلیل بھی ذہن میں آجاتی ہے کہ چار دو حصوں میں برابر تقسیم ہوجاتا ہے۔ اور جو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوجائے وہ جفت ہوتا ہے لہذا چار جفت ہے۔

قضایا غیر یقینیہ کی سات اقسام

(۱): مسلمات: وہ قضایا جو بحث کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان تسلیم شدہ ہوں جیسے ظلم قبیح ہے۔

(۲): مشہورات: وہ قضایا جن میں کسی قوم کی رائیں متفق ہوں۔ جیسے احسان اچھا ہے۔

(۳): مقبولات: بلند مرتبہ ہستیوں کے وہ اقوال جن کو لوگ حسن ظن کی بناء پر قبول کرتے ہیں۔ جیسے امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اقوال۔ اسی طرح حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے فرامین و ارشادات۔

(۶): مظنونات: وہ قضایا جن میں حکم ظن غالب کی بناء پر لگایا جاتا ہو۔ جیسے فلاں رات کو چھپ چھپ کر گلیوں میں گھومتا ہے اور ہر وہ شخص جو چھپ چھپ کر گلیوں میں رات کو گھومے چور ہوتا ہے لہذا فلاں چور ہے۔ یہاں چوری کا حکم ظن غالب کی وجہ سے لگایا جاتا ہے یقین کی وجہ سے نہیں۔

(۷): مخیلات: وہ قضایا کہ جن کی وجہ سے ذہن میں رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے شہد میٹھا ہے (رغبت)

(۸): مشبہات: وہ قضایا جن میں محض صورۃً مشابہت کی بناء پر حکم لگایا جاتا ہے جیسے درخت کی تصویر دیکھ کر کہنا یہ درخت ہے۔

(۹): وہمیات: وہ جھوٹے قضیے جن میں وہم، غیر محسوس کو محسوس قیاس کر لے جیسے عقل مثل البہ ہے۔

قیاس منطقی سے متعلق
اصطلاحات

مقدمات قیاس: جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے انہیں مقدمات قیاس کہا جاتا ہے جیسے عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے نتیجہ عالم حادث ہے اس مثال میں عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے۔ دو قضایا ہیں جن سے قیاس مرکب ہے یہ قضایا مقدمات قیاس کہلاتے ہیں کیونکہ اسکا نتیجہ عالم حادث ہے۔

اصغر: نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں جیسے مذکورہ مثال میں عالم۔

اکبر: نتیجہ کے محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ جیسے مذکورہ مثال میں حادث۔

صغریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہو اسے صغریٰ کہتے ہیں۔ جیسے مذ
مثال میں عالم جو کہ اصغر ہے اور قیاس کے پہلے مقدمہ میں ہے لہذا یہ مقدمہ صغریٰ
کہلائے گا۔

کبریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اکبر مذکور ہو اسے کبریٰ کہا جاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثا
میں حادث جو اکبر ہے اور قیاس کے دوسرے مقدمے میں موجود ہے لہذا یہ مقدمہ کبریٰ
کہلائے گا۔

حد اوسط: جو چیز قیاس کے مقدمات میں مکرر مذکور ہو۔ جیسے مذکورہ مثال میں
متغیر۔

قرینہ اور ضرب: صغریٰ کو کبریٰ کے ساتھ ملانے کو ضرب اور قرینہ کہتے ہیں۔

شکل: حد اوسط کو اصغر اور اکبر کے سامنے رکھنے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اسے
شکل کہتے ہیں۔

نتیجہ: مقدمات قیاس کو تسلیم کرنے کے بعد جس قضیے کو ماننا پڑے اسے نتیجہ
کہا جاتا ہے۔ جیسے عالم حادث ہے۔

استقراء و تمثیل کی تعریف

استقراء کا لغوی معنی: تلاش کرنا۔

اصطلاحی (منطقی) معنی: وہ جس میں جزئی سے کلی پر استدلال کیا جائے۔

کسی کلی کی اکثر جزئیات کی تفتیش کر کے کسی خاص وصف کا حکم پوری کلی پر لگانا استقراء کہلاتا ہے۔ جیسے ہم نے دیکھا کہ انسان، گھوڑا، بکری وغیرہ چباتے وقت نیچے والا جبڑا ہلاتے ہیں تو ہم نے تمام حیوانوں پر حکم لگا دیا کہ ہر حیوان چباتے وقت نیچے والا جبڑا ہلاتا ہے۔

تمثیل کا لغوی معنی: تشبیہ دینا۔

اصطلاحی معنی: وہ جس میں ایک جزئی کا حکم دوسری جزئی میں کسی علت مشترکہ کی وجہ سے ثابت کیا جائے۔

ایک جزئی میں کسی خاص علت کی وجہ سے ایک حکم پایا گیا وہی علت کسی دوسری جزئی میں نظر آئی تو اس علت مشترکہ کی وجہ سے پہلی جزئی کا حکم دوسری جزئی میں ثابت کر دینے کا نام تمثیل ہے۔ جیسے شراب ایک جزئی ہے علت نشہ کی وجہ سے اسکا حکم حرام ہونا ہے یہی نشہ کی علت ایک دوسری جزئی بھنگ میں نظر آئی تو اس علت مشترکہ کی وجہ سے حرام ہونے کا حکم بھنگ پر بھی لگا دیا گیا۔ تمثیل میں ۴ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ پہلی مقیس علیہ دوسری مقیس۔ تیسری علت اور چوتھی حکم۔ استقراء و تمثیل سے حاصل ہونے والا علم ظنی ہوتا ہے۔ استقراء سے اس لیے کہ ممکن ہے اس کلی کی کوئی ایسی جزئی بھی ہو جس میں وہ خاص وصف نہ پایا جاتا ہو اور وہ ہماری تلاش میں نہ آئی ہو۔ اور تمثیل سے اس لیے کہ ہو سکتا ہے جس چیز کو حکم کے لیے علت قرار دیا گیا ہے وہ علت نہ ہو بلکہ علت کوئی اور ہو۔

قضیہ کی تعریف و اقسام

قضیہ کی تعریف: قضیہ ایک ایسا قول ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے یعنی قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے فلاں کھڑا ہے۔

قضیہ کی دو اقسام

(1): قضیہ حملیہ: وہ قضیہ جس میں ایک شئے کا ثبوت دوسری شئے کے لیے یا ایک شئے کی نفی دوسری شئے سے کی جاتی ہے۔ جیسے فلاں کھڑا ہے اور فلاں کھڑا نہیں ہے۔

(2): قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے ثابت کرنے یا ایک چیز سے دوسری چیز کی نفی کرنے کا حکم نہ پایا جائے۔ جیسے اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔

قضیہ حملیہ و شرطیہ کے اجزاء

قضیہ حملیہ کے تین اجزاء ہیں:

(1): موضوع: محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں۔

(2): محمول: محکوم بہ کو محمول کہتے ہیں۔

(3): رابطہ: وہ لفظ جو نسبت پر دلالت کرے۔ اسے رابطہ کہتے ہیں۔

جیسے فلاں وہ کھڑا ہے اس مثال میں فلاں موضوع (محکوم علیہ) کھڑا محمول (محکوم بہ) "وہ" رابطہ ہے۔

قضیہ شرطیہ کے تین اجزاء

(1): مقدم: قضیہ شرطیہ کے پہلے جزء کو مقدم کہتے ہیں۔

(2): تالی: قضیہ شرطیہ کے دوسرے جزء کو تالی کہتے ہیں۔

(3): رابطہ: مقدم اور تالی کے درمیان جو حکم ہوتا ہے اسکو رابطہ کہتے ہیں جیسے اگر سورج موجود ہوگا تو دن موجود ہوگا۔ اس مثال میں "اگر سورج موجود ہوگا" مقدم ہے۔ اور تو دن موجود ہوگا تالی ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان جو حکم ہے وہ رابطہ ہے۔

قضیہ حملیہ کی مختلف اعتبارات سے چھ اقسام

(1)
قضیہ حملیہ میں رابطہ مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:
قضیہ حملیہ ثنائیہ: جس میں رابطہ محذوف ہو۔ جیسے فلاں کھڑا ہے۔
قضیہ حملیہ ثلاثیہ: جس میں رابطہ مذکور ہو۔ جیسے فلاں وہ کھڑا ہے۔

(2): ایجاب و سلب کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:
قضیہ حملیہ موجبہ: قضیہ حملیہ میں اگر کسی شئے کا ثبوت کا حکم ہو تو اسے قضیہ حملیہ موجبہ کہتے ہیں۔ جیسے فلاں کھڑا ہے۔
قضیہ حملیہ سالبہ: قضیہ حملیہ میں اگر کسی شئے کی نفی کا حکم ہو تو اسے قضیہ حملیہ سالبہ کہتے ہیں۔ جیسے فلاں کھڑا نہیں ہے۔

(3): حرف سلب کے موضوع و محمول کا جزء بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:
قضیہ حملیہ معدولہ: وہ قضیہ حملیہ جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء بن رہا ہو۔ اگر حرف سلب موضوع کا جزء بن رہا ہو تو اسے قضیہ معدولۃ الموضوع کہتے ہیں۔ اللاحی جماد یعنی لاحی جماد ہے۔ اگر حرف سلب محمول کا جزء بن رہا ہو تو اسے قضیہ معدولۃ المحمول کہیں گے۔ جیسے فلاں لا عالم ہے۔ اور اگر حرف سلب موضوع و محمول دونوں کا جزء بن رہا ہو تو اس قضیہ کو معدولۃ الطرفین کہتے ہیں جیسے

لاحی لاعالم ہے۔ یہ مثالیں موجبہ کی تھی اب سالبہ کی یہ ہیں۔

لاحی علم والا نہیں ہے۔ علم والا لاحی نہیں ہے۔ لاحی لاجماد نہیں ہے۔

قضیہ حملیہ غیر معدولہ: وہ جس میں حرف سلب طرفین (موضوع و محمول) میں سے کسی کا بھی جزء نہ ہو۔ جیسے فلاں کھڑا ہے۔ فلاں کھڑا نہیں ہے۔ اگر قضیہ موجبہ میں حرف سلب طرفین میں سے کسی کا جزء نہ ہو تو اسکو قضیہ محصلہ کہتے ہیں۔ جیسے فلاں کھڑا ہے اور اگر قضیہ سالبہ میں جزء نہ ہو تو اسکو بسیطہ کہتے ہیں۔ جیسے فلاں کھڑا نہیں ہے۔

(۶): موضوع کے کلی یا جزئی ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی ۴ قسمیں ہیں:

قضیہ شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع جزئی حقیقی یعنی شخص معین ہو۔ جیسے فلاں کھڑا ہے۔

قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کی نفس حقیقت پر لگایا گیا ہو۔ جیسے انسان نوع ہے۔ اس مثال میں نوع ہونے کا حکم انسان کے افراد زید و بکر وغیرہ پر نہیں بلکہ نفس حقیقت پر ہے۔

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کے افراد پر لگایا گیا ہو لیکن افراد کی کلیت و جزئیت بیان نہ کی گئی ہو۔ جیسے انسان کاتب ہے۔

قضیہ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کے افراد پر لگایا گیا ہو اور افراد کی کمیت بھی بیان کی گئی ہو۔ جیسے تمام انسان حیوان ہیں۔ بعض حیوان انسان ہیں۔

قضیہ محصورہ کی چار اقسام

موجبہ کلیہ: وہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے تمام افراد کے لیے ثابت ہو۔

تمام انسان حیوان ہیں۔

موجبہ جزئیہ: وہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے بعض افراد کے لیے ثابت ہو جیسے بعض حیوان انسان ہیں۔
سالبہ کلیہ: وہ جس میں محمول کے حکم کی موضوع کے تمام افراد سے نفی کی گئی ہو جیسے کوئی بھی انسان میں سے گدھا نہیں ہے۔
سالبہ جزئیہ: وہ جس میں محمول کے حکم کی موضوع کے بعض افراد سے نفی کی گئی ہو۔ جیسے بعض حیوان گدھے نہیں ہیں۔

وجود محمول کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تین اقسام

قضیہ حملیہ خارجیہ: وہ جس میں موضوع پر خارج میں موجود ہونے کے اعتبار سے حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے فلاں کاتب ہے۔ اس مثال میں فلاں (موضوع) پر کاتب کا حکم فلاں کے خارج میں ہونے کے اعتبار سے لگایا گیا ہے۔
قضیہ حملیہ ذہنیہ: وہ جس میں موضوع پر ذہن میں ہونے کے اعتبار سے حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے انسان کلّی ہے۔ اس مثال میں انسان (موضوع) پر کلی کا حکم ذہن میں موجود ہونے کے اعتبار سے لگایا گیا ہے۔
قضیہ حملیہ حقیقیہ: وہ جس میں موضوع پر خارج و ذہن سے قطع نظر فقط نفس الامر میں واقع ہونے کے اعتبار سے حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے چار جفت ہے۔ اس مثال میں چار (موضوع) پر فقط اس اعتبار سے زوجیت کا حکم لگایا ہے کہ وہ نفس الامر میں واقع ہے۔

جہت مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو اقسام

جہت سے مراد ایسا لفظ ہے جو مادہ قضیہ پر دلالت کرے ۔ جیسے ضرورت ۔ دوام ۔ اطلاق اور امکان وغیرہ ۔

قضیہ حملیہ مُوَجَّہَہ : وہ جس میں جہت (ضرورت ، دوام ، امکان وغیرہ) صراحتاً ذکر کر دی جائے ۔ جیسے انسان حیوان ہے بالضرورۃ ۔

قضیہ حملیہ مطلقہ : وہ جس میں جہت صراحتاً ذکر نہ کی جائے ۔ جیسے انسان حیوان ہے ۔

قضیہ حملیہ موجہہ کی دو اقسام

قضیہ حملیہ موجہہ بسیطہ : وہ جس میں حکم صرف ایجاب و اثبات کا ہو یا صرف سلب کا ہو ۔ جیسے انسان حیوان ہے بالضرورۃ یا انسان حیوان نہیں ہے بالضرورۃ ۔

قضیہ حملیہ موجہہ مرکبہ : وہ جس میں ایجاب و سلب دونوں کا حکم ہو ۔ جیسے ۔ ضرورت کے تحت ہر لکھنے والا (کاتب) اس وقت تک انگلیاں حرکت دیتا ہے جب تک وہ لکھ رہا ہوتا ہے نہ کہ ہمیشہ کے لیے ۔

قضیہ حملیہ موجہہ بسیطہ کی آٹھ اقسام

ضروریہ مطلقہ: وہ جس میں موضوع کے لیے ثبوت محمول کا حکم یا سلب محمول کا حکم ضروری ہو جب تک موضوع کی ذات موجود ہو۔ جیسے ہر انسان حیوان ہے بالضرورۃ انسان پتھر نہیں ہے بالضرورۃ۔

دائمہ مطلقہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت کا حکم یا سلب کا حکم دائمی ہو جب تک ذات موضوع موجود رہے جیسے ہر انسان حیوان ہے دائمی طور پر۔ انسان میں سے کوئی بھی پتھر نہیں ہے دائمی طور پر۔

مشروطہ عامہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت کا حکم یا سلب کا حکم کیا گیا ہو اس طور پر جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔ جیسے ہر لکھنے والا انگلیوں کو حرکت دیتا ہے ضرورت کے طور پر اس وقت تک جب تک لکھے۔ کاتب میں سے کوئی بھی ساکن انگلیوں والا نہیں ہے ضرورت کے طور پر جب تک وہ لکھے۔

جس لفظ کے ساتھ ذات موضوع کو تعبیر کیا جائے اسے وصف موضوع اور وصف عنوانی کہا جاتا ہے جیسے کاتب۔

عرفیہ عامہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا سلب کا حکم کیا گیا ہو دائمی طور پر جب تک موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔ جیسے ہر کاتب انگلیوں کو حرکت دیتا ہے دائمی طور پر جب تک وہ لکھے۔ کاتبیں میں سے کوئی بھی ساکن انگلیوں والا نہیں ہے دائمی طور پر جب تک وہ لکھے۔

وقتیہ مطلقہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا سلب کا حکم ضروری طور پر کسی وقت میں کیا گیا ہو۔ جیسے ہر چاند لازمی طور پر اس وقت گرہن ہوتا ہے جب زمین اس کے اور سورج کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ چاند کا کوئی بھی حصہ لازمًا تربیع (آدھے چاند کی حالت) کے وقت گرہن زدہ نہیں ہوتا۔

منتشرہ مطلقہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا سلب کا حکم ضروری طور پر کسی غیر معین وقت میں کیا گیا ہو۔ جیسے ہر حیوان کسی نہ کسی وقت لازماً سانس لینے والا ہوتا ہے۔ کوئی بھی جاندار کسی بھی وقت لازماً سانس لینے والا نہیں ہوتا۔

مطلقہ عامہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا سلب کا حکم کیا گیا ہو ضروری طور پر تینوں زمانوں میں سے کسی بھی ایک زمانے میں۔ جیسے ہر انسان ہنستا ہے بالفعل۔ انسان میں سے کوئی بھی بالفعل ہنسنے والا نہیں ہے۔

ممکنہ عامہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کی جانب مخالف کے ضروری ہونے کی نفی کا حکم ہو۔ جیسے ہر آگ عام امکان کے اعتبار سے گرم ہوتی ہے۔ (آگ کا گرم ہونا ممکن عام ہے) آگ میں سے کوئی بھی عام امکان کے اعتبار سے ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ (آگ میں ٹھنڈک کا پایا جانا ممکن عام نہیں ہے)

قضیہ حملیہ موجہہ مرکبہ کی سات اقسام

مشروطہ خاصہ: وہ جس میں لا دوام ذاتی کی قید لگا دی جائے۔ جیسے: بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع ما دام کاتبا لا دائما۔ بالضرورۃ لا شئی من الکاتب بساکن الاصابع ما دام کاتبا لا دائما۔

وقتیہ: وہ جس میں لا دوام ذاتی کی قید لگا دی جائے۔ جیسے بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لا دائما۔ بالضرورۃ لا شئی من القمر بمنخسف وقت التربیع لا دائما۔

منتشرہ: وہ جس میں لادوام ذاتی کی قید لگا دی جائے۔ جیسے بالضرورۃ کل حیوان متنفس وقتاما لا دائما۔ لا شئ من الحیوان بمتنفس وقتاما لا دائما۔

وجودیہ لا دائمہ: وہ جس میں لادوام ذاتی کی قید لگا دی جائے۔ کل انسان ضاحک بالفعل لا دائما۔ لا شئ من الانسان بضاحک بالفعل لا دائما۔

وجودیہ لاضروریہ: وہ جس میں لاضرورۃ ذاتی کی قید لگا دی جائے۔ جیسے کل انسان ضاحک بالفعل لا بالضرورۃ۔ لا شئ من الانسان بضاحک بالفعل لا بالضرورۃ۔

ممکنہ خاصہ: وہ جس میں موضوع کے لیے محمول کی جانب موافق و مخالف دونوں کے ضروری نہ ہونے کا حکم لگایا ہو۔ کل انسان ضاحک بالامکان خاص۔ لا شئ من الانسان بضاحک بالامکان خاص۔

لادوام سے ایسے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو کیف میں پہلے قضیہ کے مخالف اور کم میں پہلے قضیہ کے موافق ہو اور لاضرورۃ سے اشارہ ایسے ممکنہ عامہ کی طرف ہوتا ہے جو کیف میں پہلے قضیہ کے مخالف اور کم میں موافق ہوتا ہے۔ کیف سے مراد ایجاب و سلب اور کم سے مراد کلیت و جزئیت ہے۔

قضیہ شرطیہ کی تین طرح سے تقسیم

حکم کے اتصال و انفصال کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں:

قضیہ شرطیہ متصلہ: وہ جس میں ایک قضیے کے تسلیم کرنے پر دوسرے قضیے کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے اگر ثبوت کا حکم ہو اسے موجبہ کہیں گے جیسے:

(اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا) اور اگر نفی کا حکم ہو تو اسے قضیہ شرطیہ متصلہ سالبہ کہیں گے جیسے (ایسا نہیں ہے کہ جب سورج طلوع ہو تو رات موجود ہو)۔ اگر پہلی مثال میں (سورج طلوع ہوگا) تو مان لیا جائے تو دن کی موجودگی کا حکم لگا جائے گا۔ اسی طرح دوسری مثال میں پہلے قضیے (جب سورج طلوع ہوگا) تو مان لیا جائے تو رات کی نفی کا حکم لگایا جائے گا۔

قضیہ شرطیہ منفصلہ: وہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان منافات وجدائی ہونے کا حکم لگایا گیا ہو یا مقدم اور تالی کے درمیان سے منافات وضدیت وجدائی کی نفی کر دی گئی ہو۔ پہلے کو قضیہ شرطیہ منفصلہ موجبہ اور دوسرے کو منفصلہ سالبہ کہتے ہیں۔ موجبہ کی مثال (یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر) یہاں اس بات کا حکم ہے کہ شجر اور حجر ایک دوسرے کے منافی ہیں یعنی دونوں کے درمیان جدائی ثابت کی گئی ہے لہٰذا یہ شئی یا حجر ہوگی یا شجر۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی شئے شجر بھی ہو اور حجر بھی۔ سالبہ کی مثال (ایسا نہیں ہو سکتا کہ یا تو سورج نکلے گا یا دن موجود ہوگا) یہاں یہ حکم ہے کہ سورج نکلنے اور دن کے موجود ہونے میں منافات ہے بلکہ ان کے درمیان سے منافات وجدائی کی نفی کی گئی ہے یعنی جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا

قضیہ شرطیہ متصلہ کی
دو اقسام باعتبار مقدم اور تالی
کے درمیان اتصال میں لزوم پائے
جانے یا نہ پائے جانے

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ: وہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان اتصال کا حکم کسی علاقہ کی وجہ سے ہو۔ جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ اس مثال میں مقدم و تالی کے درمیان اتصال کا حکم علیت کے علاقے کی بنا پر ہے۔ کیونکہ سورج کا طلوع ہونا دن کے موجود ہونے کے لیے علت ہے اگر سورج ہیں

نکلے گا تو دن بھی موجود نہیں ہوگا۔

قضیہ شرطیہ منفصلہ اتفاقیہ: وہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان انفصال کا حکم کسی علاقہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ یہ دونوں اتفاقاً جمع ہو گئے ہوں۔ جیسے اگر انسان ناطق ہوگا تو گدھا ناہق ہوگا۔ اس مثال میں گدھے اور انسان کے اندر کوئی ایسا تعلق نہیں کہ انسان کے ناطق ہونے کی وجہ سے گدھے کا ناہق ہونا لازم آئے بلکہ یہ ایک اتفاقی بات ہے کہ گدھا ناہق ہے اور انسان ناطق۔

علاقہ کی تعریف و اقسام

علاقہ کی تعریف: علاقہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے مقدم تالی کے ساتھ رہنا چاہتا ہو یعنی جب مقدم پایا جائے تو تالی بھی پائی جائے۔ جیسے اگر سورج طلوع ہوگا تو دن بھی موجود ہوگا۔ اس مثال میں (سورج کے طلوع ہونے) مقدم اور تالی (دن کے موجود ہونے) کے درمیان ایسا تعلق ہے کہ اگر مقدم پایا جائے تو تالی اسکے ساتھ ضرور پائی جائے گی لہذا یہی تعلق علاقہ کہلاتا ہے۔

علاقہ کی دو اقسام

علیت: اسکی تین صورتیں ہونگی: (۱) مقدم تالی کے لیے علت ہو۔ جیسے اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔ اس مثال میں سورج کا طلوع ہونا دن کے موجود ہونے کے لیے علت ہے یعنی دن اس وقت ہوگا جب سورج ہوگا۔

دوسری صورت: تالی مقدم کے لیے علت ہو۔ جیسے جب بھی دن موجود ہوگا سورج نکلا ہوگا۔ اس مثال میں سورج کا نکلنا دن کے پائے جانے کے لیے علت ہے یعنی جب بھی دن ہوگا تو سورج نکلا ہوا ہوگا۔

تیسری صورت: مقدم اور تالی دونوں معلول ہوں اور علت کوئی تیسری چیز بنے۔ جیسے اگر دن موجود ہوگا تو عالم روشن ہوگا۔ اس مثال میں دن کا موجود ہونا اور سارے جہان کا روشن ہونا یہ دونوں معلول ہیں اور علت تیسری چیز ہے اور وہ سورج کا طلوع ہونا ہے۔

تضایف کی تعریف: وہ تعلق جس کی وجہ سے مقدم اور تالی کا سمجھنا ایک دوسرے پر موقوف ہو۔ جیسے باپ ہونا، بیٹا ہونا۔ کہ اگر زید بکر کا باپ ہے تو بکر زید کا بیٹا ہے۔ اس مثال میں زید کا باپ ہونا اس پر موقوف ہے کہ بکر اسکا بیٹا ہے اور بکر کا بیٹا ہونا اس پر موقوف ہے کہ زید اسکا باپ ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کو سمجھنا دوسرے پر موقوف ہے لہذا اس علاقہ کو تضایف کہیں گے۔

قضیہ شرطیہ منفصلہ کی دو طرح سے تقسیم

مقدم اور تالی کی ذات کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ منفصلہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عنادیہ: وہ جس کے مقدم اور تالی کی ذات ہی ان کے درمیان جدائی چاہتی ہو۔ جیسے یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر۔ اس مثال میں شجر و حجر ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ ان کی ذات ہی جدائی چاہتی ہے کیونکہ کوئی بھی چیز یا تو وہ شجر ہوگی یا حجر یا کوئی اور دوسری۔ اور ایک ہی وقت میں دونوں کا اکٹھے ہونا بھی ناممکن ہے۔

(۲): اتفاقیہ: وہ جس کے مقدم اور تالی میں جدائی ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقی ہو۔ جیسے یہ شخص یا تو کالا ہے یا کاتب ہے۔ یہ جدائی ذاتی نہیں اتفاقی ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کالا بھی ہو اور کاتب بھی۔

قضیہ شرطیہ منفصلہ کی
تین اقسام باعتبار صدق و کذب

حقیقیہ: وہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان منافات و جدائی یا عدم منافات صدقاً و کذباً دونوں اعتبار سے ہو۔ جیسے یہ چیز یا تو رات ہے یا دن۔

صدق کا معنی یہ ہے کہ مقدم اور تالی ایک شئے میں بیک وقت جمع نہ ہو سکیں اور کذب کا مطلب ہے مقدم اور تالی ایک شئے سے بیک وقت جدا نہ ہو سکیں۔ مذکورہ مثال میں دن اور رات ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ یہ دونوں ایک ساتھ نہ تو جمع ہو سکتے ہیں نہ ہی جدا ہو سکتے ہیں کیونکہ یا تو دن ہوگا یا رات۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ نہ ہی دن ہو نہ ہی رات۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ دن بھی ہو اور رات بھی۔

مانعۃ الجمع: وہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان منافات و جدائی یا عدم منافات صرف صدقاً ہو یعنی مقدم اور تالی کسی ایک شئ میں جمع نہ ہو سکتے ہوں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مقدم اور تالی میں سے کوئی بھی نہ پایا جائے۔ جیسے یہ جانور یا بکری ہے یا ہرن ہے۔ اس مثال میں بکری اور ہرن ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ یہ دونوں ایک لمحے میں جمع نہیں ہو سکتے کہ کوئی جانور بکری بھی ہو اور ہرن بھی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نہ تو بکری ہو نہ ہی ہرن بلکہ کوئی اور جانور ہو جیسے شیر وغیرہ۔

مانعۃ الخلو: وہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان جدائی یا عدم منافات صرف کذباً ہو یعنی یہ دونوں کسی شئ سے ایک ساتھ جدا نہ ہو سکتے ہوں ہاں یہ ممکن ہے کہ دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں۔ جیسے فلاں یا تو پانی میں ہوگا یا ڈوب نہیں رہا ہوگا۔ اس مثال میں پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ یہ دونوں بیک وقت فلاں سے جدا نہیں ہو سکتے یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ فلاں پانی میں بھی نہ ہو اور ڈوب بھی رہا ہو ہاں ان دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے فلاں پانی میں بھی ہو اور ڈوب نہ رہا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے وہ تیر رہا ہو۔

تناقض

تناقض کی تعریف: دو قضیوں کا ایجاب و سلب ہونے میں اس طرح مختلف ہونا کہ ہر ایک اپنی ذات کے اعتبار سے اس بات کا تقاضہ کرے کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا ضرور جھوٹا ہے اور اگر پہلا جھوٹا ہے تو دوسرا ضرور سچا۔ جیسے فلاں سونے والا ہے۔ فلاں سونے والا نہیں ہے۔

جن دو قضیوں میں تناقض ہو ان میں ہر قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے۔

تناقض کے تحقق کی
آٹھ شرائط

دو قضایا یا مفہومات کے درمیان تناقض کے ثبوت کے لیے آٹھ چیزوں میں متفق ہونا شرط ہے اگر ان میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہوئی تو تناقض کا تحقق نہ ہوگا۔

پہلی شرط: وحدت موضوع: دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو اگر موضوع ایک نہ ہوا تو تناقض بھی نہیں ہوگا۔ جیسے عمر کھڑا ہے اور عمر کھڑا نہیں ہے، میں تناقض ہے لیکن عمر کھڑا ہے اور عمران کھڑا نہیں ہے میں تناقض نہیں کیونکہ موضوع تبدیل ہو گیا ہے۔

دوسری شرط: وحدت محمول: دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے عمر کھڑا ہے اور عمر کھڑا نہیں ہے میں تناقض ہے لیکن عمر کھڑا ہے اور عمر بیٹھا نہیں ہے میں تناقض نہیں کیونکہ محمول بدل گیا ہے۔

تیسری شرط: وحدتِ مکان: دونوں قضیوں کا مکان ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے عمر بازار میں کھڑا ہے اور عمر بازار میں کھڑا نہیں ہے، میں تناقض ہے لیکن عمر بازار میں کھڑا ہے اور عمر گھر میں کھڑا نہیں ہے، میں تناقض نہیں کیونکہ مکان بدل گیا ہے۔

چوتھی شرط: وحدتِ زمان: دونوں قضیوں کا زمانہ ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے عمر نے رات میں کھایا اور عمر نے رات میں نہیں کھایا۔ میں تناقض ہے لیکن عمر نے رات میں کھایا اور عمر نے دن میں نہیں کھایا، میں تناقض نہیں۔ کیونکہ زمانہ بدل گیا۔

پانچویں شرط: وحدتِ شرط: دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے زید متحرک الفم بشرط کونہ اکلا۔ اور زید لیس بمتحرک الفم بشرط کونہ اکلا میں تو تناقض ہے لیکن زید متحرک الفم بشرط کونہ اکلا اور زید لیس بمتحرک الفم بشرط کونہ غیر اکل۔ میں تناقض نہیں ~~کیونکہ شرط~~ ~~بدل گئی ہے~~

(بین السطور: زید کا منہ متحرک ہوتا ہے بشرطیکہ وہ کھانا کھا رہا ہو۔ / زید کا منہ متحرک نہیں ہوتا / بشرطیکہ وہ کھانا نہ کھا رہا ہو۔)

چھٹی شرط: اضافت میں وحدت: دونوں قضیے اضافت میں متفق ہوں یعنی پہلے قضیے میں محمول کی نسبت جس شئی کی طرف ہو اسی کی طرف دوسرے قضیے میں بھی ہو ورنہ تناقض نہیں پایا جائے گا۔ جیسے عمر خالد کا ماموں ہے اور عمر خالد کا ماموں نہیں ہے میں تو تناقض ہے لیکن عمر خالد کا ماموں ہے اور عمر نعمان کا ماموں نہیں ہے، میں تناقض نہیں۔

ساتویں شرط: جزو و کل میں وحدت: دونوں قضیے جز و کل میں برابر ہوں یعنی اگر پہلے قضیے میں محمول کا حکم کل پر ہے تو دوسرے میں بھی کل پر ہوگا اور اگر پہلے میں جزو پر ہے تو دوسرے میں بھی جز پر ہو ورنہ تناقض نہیں پایا جائے گا۔ جیسے عمر کالا ہے

اور عمر کالا نہیں ہے، میں تو تناقض ہے لیکن عمر اسود ای قلہ اور عمر لیس باسود ای اسنانہ، میں تناقض نہیں۔

آٹھویں شرط: قوت و فعل میں وحدت: دو قضیے قوت د فعل میں برابر ہوں یعنی اگر ایک قضیے میں محمول موضوع کے لیے بالفعل ثابت ہے تو دوسرے میں نفی بھی بالفعل ہو۔ اور اگر ایک قضیے میں بالقوہ ثابت ہے تو دوسرے میں بھی نفی بالقوہ ہو ورنہ تناقض نہ ہوگا۔

جیسے: عمر ہنسنے والا ہے بالفعل اور عمر ہنسنے والا نہیں ہے بالفعل میں تو تناقض ہے لیکن عمر ہنسنے والا ہے بالقوہ اور عمر ہنسنے والا نہیں ہے بالفعل میں تناقض نہیں۔

عکس مستوی

عکس مستوی کی تعریف: عکس کا لغوی معنی الٹا کرنا ہے۔

اصطلاحی منطق معنی: قضیہ کے صدق اور کیف (ایجاب و سلب) کو باقی رکھتے ہوئے طرفین قضیہ (موضوع و محمول) کو اس طرح پلٹ دینا کہ محمول کو موضوع اور موضوع کو محمول بنا دیا جائے۔ جیسے ہر انسان حیوان ہے کی ترتیب بدل کر بعض حیوان انسان ہیں کر دینا عکس ہے۔ اس مثال میں پہلا قضیہ اصل اور دوسرا معکوس ہے عکس مستوی کو عکس مستقیم بھی کہتے ہیں۔

بقائے صدق سے مراد یہ ہے کہ اگر عکس سے پہلے قضیہ سچا تھا تو اب بھی سچا رہے اور اگر پہلے جھوٹا تھا تو اب بھی جھوٹا رہے اور بقائے کیف سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے سالبہ تھا تو اب بھی سالبہ رہے اگر پہلے موجبہ تھا تو اب بھی موجبہ رہے۔ عکس مستوی میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جیسے بعض انسان حیوان ہیں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ اس قضیہ میں بعض انسان کو حیوان ماننے پر بعض انسان کے حیوان ہونے کی نفی کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

عکس نقیض

عکس نقیض کی تعریف: قضیہ کے صدق اور کیف کو باقی رکھتے ہوئے طرفین قضیہ (موضوع و محمول) کی نقیض کو اس طرح پلٹ دینا کہ موضوع کی نقیض کی جگہ محمول کی نقیض اور محمول کی نقیض کی جگہ موضوع کی نقیض آجائے۔ جیسے کل مومن متدین کا عکس نقیض کل لا متدین لا مومن ہے، اسی طرح ہر انسان حیوان ہے کا عکس نقیض وہ تمام جو حیوان نہیں ہیں انسان نہیں ہیں۔

موقوف علیہ کا موقوف علیہ بھی بالواسطہ شئی کا موقوف علیہ ہوتا ہے۔

علت کی علت بھی شئی کی علت ہوتی ہے۔

ضروریات میں نقص نظریات میں نقص کو ثابت کرتا ہے کیونکہ نظریات کو سمجھنے سے پہلے ضروریات کا سمجھنا ضروری ہے اسی لیے جب ضروریات میں نقص ہوگا تو نظریات میں بھی نقص ہوگا۔

اصل میں نقص فرع میں نقص کو ثابت کرتا ہے اس طرح اصل اور فرع دونوں میں نقص واقع ہوگا۔

وصول بغیر ایصال کے نہیں ہوتا اور ایصال بغیر وصول کے نہیں ہوتا۔

تلازم کی دو قسمیں ہیں: پہلی یہ کہ متلازمین میں سے ایک علت ہو دوسرے کے لیے۔ دوسری یہ کہ متلازمین دونوں ہی معلول ہوں کسی علت مشترکہ کے لیے۔

قابل کا وجود مقبول کے ساتھ واجب ہوتا ہے۔

خبر واحد کو قیاس پر ترجیح حاصل ہے البتہ قیاس کو خبر واحد پر ترجیح دینا اور مقدم رکھنا اس صورت میں ہے کہ جب قیاس اور خبر واحد من کل الوجوہ متعارض ہوں اور خبر واحد کا راوی غیر فقیہ (غیر علم والا) ہو۔

وہ قول جس کی دلیل زیادہ واضح اور ظاہر ہو وہ اس قول پر مقدم ہوگا جو اس طرح ظاہر اور واضح نہ ہو۔